سلسلۂ شاہ ولی اللہ کی خدمتِ حدیث

از مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی۔ شیخ الحدیث دارالعلوم اسلامیہ ٹنڈوالہ یار (سندھ)

(گذشتہ سے پیوستہ)

قطب الارشاد مولانا رشید احمد محدث گنگوہیؒ (ف ۱۳۲۳ھ)

امام وقت ابوحنیفۂ عصر امیر المومنین فی الحدیث تھے، شاہ عبدالغنی مجددی دہلوی سے حدیث پڑھی، اور درس حدیث نبوی کے لئے اپنی زندگی کو وقف کر دیا، صدہا علماء نے آپ سے سند حدیث حاصل کی، جب تک بینائی قائم رہی ہر سال دورہ حدیث پورا کرتے تھے، جملہ صحاح ستہ پر آپ کی تقریریں ضبط کی گئی ہیں، جن میں سے الکوکب الدری ترمذی پر دو جلدوں میں شائع ہو چکی ہے۔ جو آپ کے اجل تلامذہ مولانا شیخ محمد یحییٰ کاندھلوی کی ضبط کردہ اور ان کے صاحبزادہ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا اُستاد حدیث مظاہر علوم سہارنپور کے تحشیہ کے ساتھ مزین ہے ایک اور تقریر اردو میں الشیخ الشذی کے نام سے شائع ہوئی ہے۔ آپ کی تقریریں تمام صحاح پر عربی، فارسی، اردو میں مولانا امان اللہ خانصاحب اور مولانا سعدالدین خاں صاحب کے پاس محفوظ ہیں، خدا کرے اُن کی اشاعت کا انتظام ہو جائے

حضرت محدث گنگوہی کی تقاریر حدیث کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو شرح معانی حدیث اور تطبیق متعارضات کا خداداد ملکہ عطا ہوا تھا، عدد رکعات، تراویح اور قرأت خلف الامام کے متعلق آپ کی تحقیق دیکھ کر یہ ماننا پڑتا ہے کہ فیوض ولی اللّٰہی سے اللہ تعالیٰ نے بہت اعلیٰ درجہ آپ کو عطا فرمایا تھا۔

کتب حدیث کی تلاش کا آپ کو بہت اہتمام تھا۔ سنن بیہقی کا نسخہ بڑی کوشش سے نقل کرا کے حاصل کیا۔ (جو اب حیدرآباد میں مکمل طبع ہو گئی ہے۔)

مولانا کی اوّلیات میں سے یہ ہے کہ دورۂ حدیث میں ترمذی شریف کو مقدم کرتے تھے، کیونکہ موطا امام مالک اگرچہ اوّلیت اور فضیلت کے اعتبار سے سب پر مقدم ہے، مگر صناعت حدیث میں ترمذی کا مقام بہت بلند ہے۔ امام ترمذی ہر حدیث پر جرحاً و تعدیلاً کلام کرتے ہیں۔ وجوہ علل سے خوب بحث کرتے ہیں۔ جن کو سمجھ لینے کے بعد طالب علم کو فن حدیث سے پوری مناسبت ہو جاتی ہے۔ وہ ہر باب میں ایک دو حدیث روایت کر کے اُسی باب کی دوسری احادیث کی جانب اشارہ بھی کر دیتے ہیں۔ جس پر تحقیق کے ساتھ کام کرنے سے طالب علم کو وسعتِ نظر حاصل ہو جاتی ہے، ابواب الاحکام کے ہر باب میں اقوال فقہاء و مذاہبِ صحابہؓ و تابعین بھی بیان کر جاتے ہیں۔ جس کا جاننا مقلد اور مجتہد دونوں کو ضروری ہے۔ ترمذی کو سمجھ کر پڑھ لینے کے بعد ہی طالب علم کو بخاری کے لطائف اسناد اور تراجم ابواب کی خوبیاں نظر آسکتی ہیں۔ اس لئے بخاری کا درس ترمذی کے بعد ہوتا تھا۔ مگر ترمذی کی تقدیم کا یہ مطلب تھا کہ موطا امام مالک سے بے اعتنائی کی جائے۔ جیسا آج کل عموماً ہمارے مدارس میں مشاہدہ ہے

مقامِ شکر ہے کہ اب ہمارے نوجوان شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی نے موطا امام مالک کی ضخیم شرح بنام اوجز المسالک تصنیف کرکے سنتِ ولی اللّٰہی کو پھر زندہ کر دیا ہے۔ اب علما و طلبہ کو موطائے امام مالک پر پھر وہی توجہ ہونے لگی ہے، جو سلسلۂ ولی اللّٰہی کو ہونا چاہئے۔

مولانا احمد حسن محدّث امروھی متوفی سنہ ۱۳۲۸ھ

مولانا محمد قاسم صاحب کے تلامذہ میں بہت زیادہ ذکی اور اُستاذ کے نورِ نظر تھے، درسِ حدیث کے لئے زندگی وقف کر دی تھی، اُستاد کی تقریریں آپ کو بہت محفوظ تھیں اسی لئے آپ کا درسِ حدیث بہت مشہور تھا۔ آپ کے تلامذہ کے پاس وہ تقریریں محفوظ ہیں۔

مولانا محمد یحییٰ صاحب محدّث کاندھلوی (ف سنہ ۱۳۳۴ھ)

مولانا گنگوہی کے ارشد تلامذہ میں سے تھے، آخری دورۂ حدیث حضرت نے آپ ہی کی وجہ سے پڑھایا۔ آپ نے مولانا گنگوہی کی تمام صحاح پر تقاریرِ درس کو بڑی قابلیت وضبط واتقان سے محفوظ فرمایا ہے۔ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور میں حضرت مولانا خلیل احمد صاحبؒ کی جگہ سالہا درسِ حدیث دیتے رہے، بہت علماء آپ سے فیضیاب ہوئے۔ اِس ناچیز کو بھی شرفِ تلمذ حاصل ہے، فرماتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے چار نعمتیں عطا فرمائی ہیں، جن سے مجھے اپنی مغفرت اور کامیابی کی قوی اُمید ہے۔ (۱) محبتِ شیخ وخدمتِ شیخ (۲) محبتِ قرآن وسجود (۳) محبتِ رسولؐ (۴) شغفِ حدیث، مولانا خلیل احمد صاحبؒ کی حیات ہی میں آپ کا سہارنپور میں انتقال ہوگیا۔ تغمدہ اللہ برحمتہ ورضوانہ۔ آپ کے بعد آپ کے صاحبزادے مولوی محمد زکریا صاحب سلمہ، جو الولد سر لابیہ کے پورے مصداق ہیں، تالیف بذل المجہود میں مولانا خلیل احمد صاحبؒ کے قوت بازو بنے، اور اب اپنے والد اور شیخ کی جگہ مدرسہ مظاہر علوم میں شیخ الحدیث ہیں اطال اللہ بقاءہ آمین

شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ محدّث دیوبند (ف سنہ ۱۳۳۹ھ)

آپ مولانا محمد قاسم صاحب کے اجل تلامذہ میں سے ہیں، مولانا محمد یعقوب صاحب صدر مدرس دار العلوم کے بعد آپ کو صدر مدرس دار العلوم بنایا گیا۔ آپ سے بیشمار علماء نے حدیث پڑھی اور سند حاصل کی، ترمذی پر آپ کی تقریر طبع ہو چکی ہے — ابو داؤد شریف پر بھی آپ کا حاشیہ ہے۔ دار العلوم دیوبند کے فارغین کے پاس آپ کی وہ تقریریں محفوظ ہیں، جو صحاح ستہ کے درس میں آپ نے بیان فرمائیں، جن سے آپ کی شانِ تحقیق ظاہر وباہر ہے، رسالۂ عظمتِ وحی جو حدیث بدء الوحی کی شرح ہے۔ اور شرح تراجم ابواب بخاری آپ کی حدیث دانی کی کافی دلیل ہے۔ آپ کا علم بڑا عمیق تھا۔ جس پر الادلہ، ایضاح الادلہ واحسن القریٰ شاہد عدل ہے۔ آپ کے زمانہ میں دار العلوم دیوبند کو بہت زیادہ ترقی ہوئی۔ جس کو عظیم الشان جلسۂ دستار بندی سنہ ۱۳۲۸ھ نے دُنیا کے سامنے آفتاب کی طرح روشن کر دیا تھا۔

شیخ وقت حضرت مولانا خلیل احمد محدث سہارنپوری مہاجر مدنی (ف سنہ ۱۳۴۶ھ)

زبان پہ بارِ خدایا یہ کس کا نام آیا ؛ کہ میرے نطق نے بوسے میری زبان کے لئے

حضرت مولانا اپنے وقت میں محدث عالی الاسناد وفقیہ الوقت، [illegible] الارشاد، رئیس الاذکیا، راس المناظرین تھے، روحانی قوت

بھی بہت زبردست تھی۔ آپ نے علم حدیث حضرت مولانا محمد مظہر نانوتوی سے حاصل کیا تھا۔ جو مولینا احمد علی صاحب محدث سہارنپوری کے بعد مدرسۂ مظاہر علوم کے صدر مدرس تھے، مولانا محمد مظہر صاحب نے استاذ الکل مولانا مملوک علی صاحب نانوتوی اور صدر الصدور مولانا صدر الدین دہلوی اور مولانا رشید الدین دہلوی سے جملہ علوم حاصل کئے، اور بخاری شریف شاہ اسحاق صاحب سے پڑھی، پھر مولانا خلیل احمد صاحب نے قیام بھوپال میں حضرت مولانا عبد القیوم بھوپالی سے بھی دوبارہ بخاری شریف، شمائل ترمذی اور کچھ حصہ مسلم شریف کا اور مسلسلات شاہ ولی اللہ اور نوادر و دُر ثمین پڑھ کر جملہ کتب حدیث کی اجازت حاصل کی۔ آخر کی ان تین کتابوں کی سند متصل اس زمانہ میں بجز مولانا کے کسی کے پاس نہ تھی۔ اس لئے علماء جوق در جوق مولانا کے پاس آتے اور ان کتابوں کی سند حاصل کرتے تھے۔ پھر اسی سال ۱۲۹۳ھ میں حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہوئے اور مکۂ مکرمہ میں مولانا الشیخ احمد دحلان مفتی شافعیہ سے روایت و اجازت حدیث حاصل کی اور مدینہ منورہ میں محدث دار الہجرت مولانا شاہ عبد الغنی مجددی دہلوی کو جملہ کتب حدیث کے اوائل سنا کر اجازت حاصل کی، پھر ۱۳۲۳ھ میں جب تیسری بار زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے تو مولانا السید احمد برزنجی، مفتی الشافعیہ سے سند حدیث حاصل کی۔ اس وقت یہ ناکارہ بھی حضرت مولانا کے ہمراہ تھا۔ پھر ۱۳۲۹ھ میں مولانا السید بدر الدین محدث شام سے جو امام نووی کے مشہور دار الحدیث کے صدر نشین اور نہایت متبع سنت مرجع العلماء بزرگ تھے۔ بذریعہ خط کے سند حدیث حاصل کی، اس سے حضرت مولانا کا شغف بالحدیث بخوبی واضح ہے، آپ اپنے اُستاد مولانا محمد مظہر صاحب نانوتوی کے بعد مدرسہ مظاہر علوم کے صدر مقرر ہوئے، اور ساری عمر درس حدیث و تفسیر و فقہ میں گذاری آخر عمر میں بذل المجہود شرح سنن ابی داؤد کی شرح پانچ ضخیم جلدوں میں تصنیف فرمائی۔ اس کی تالیف ۱۳۳۵ھ میں شروع ہوئی، اور شعبان ۱۳۴۵ھ میں مدینہ منورہ میں تمام ہوئی۔ اور اس خوشی میں مدینہ منورہ کے اعیان و علماء کو دعوت دی گئی، جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ختم فتح الباری کے وقت مصر میں شاندار ولیمہ کیا تھا۔ اس کتاب کے ختم کے بعد ہی آخر رمضان میں حضرت مولانا پر فالج کا اثر شروع ہو گیا اور ۱۶ ربیع الثانی ۱۳۴۶ھ کو بقیع الغرقد میں قبور اہل بیت کے قریب دفن ہوئے۔ جو آپ کی دیرینہ تمنا تھی۔ کہ اللہ تعالیٰ موت مدینہ اور جوار رسول میں عطا فرمائے، چنانچہ عطا کی گئی ؎

تو چنیں خواہی خدا خواہد چنیں
می دہد یزداں مرادِ متقیں

بذل المجہود میں کیا ہے، اُس کو علماء خود سمجھ سکتے ہیں، مگر نمونہ کے طور پر چند باتیں عرض کر دیتا ہوں،

(۱) کوئی بات اُس وقت تک نہیں لکھی گئی جب تک متقدمین کے کلام میں اُس کی تائید نہ مل گئی۔ (۲) مذہب حنفی کی پوری تحقیق اور کافی دلائل بیان کئے گئے، دوسرے مذاہب کے دلائل کا جواب بھی نہایت تحقیق سے دیا گیا۔ (۳) ہر راوی کے متعلق پوری جرح و تعدیل صناعتِ حدیث کے موافق کی گئی (۴) جو روایات ابو داؤد میں معلق تھیں ان کا دوسری کتابوں سے متصل ہونا ظاہر کیا گیا (۵) جو روایات ابو داؤد میں مختصر تھیں اُن کو دوسری کتابوں سے جہاں مفصل ہیں، مکمل طور سے بیان کیا گیا یا حوالہ دے دیا گیا (۶) حدیث رسول کا منشاء ظاہر کر کے وہ محاسن و حقائق بیان کئے گئے جن کا خط فن دان محدث ہی اُٹھا

سکتا ہے۔ (۷) بعض مقامات کو حضرت نے اوّل اپنی فہم کے مطابق املا کرایا۔ پھر خواب میں تنبیہ ہوئی کہ فلاں مضمون کو اس طرح نہیں بلکہ اس طرح لکھنا چاہئے۔ بیدار ہوکر کتابوں سے مراجعت کی گئی تو معلوم ہوا کہ خواب صحیح تھا۔ پھر اسی مقام کو صحیح طور سے لکھا گیا غرض اس کتاب کی تالیف میں تائید غیبی مولانا کی شامل حال تھی، رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ ورفعہ فی اعلی علیین درجۃ و کرامتہ آمین۔

حضرت مولانا کو حدیث کی نادر قلمی کتابیں جمع کرنے کا بہت شغف تھا۔ ابو داؤد کی شرح ابن رسلان جو بہترین شرح ہے مکۂ معظمہ میں دستیاب ہوئی تو اُس کی نقل کرا کر تالیف بذل المجہود میں اُس سے مدد لی، مصنف عبدالرزاق کی ایک جلد مدینہ منورہ میں ملی۔ اُس کو نقل کرایا۔ جمع الفوائد مجموعۂ جامع الاصول و مجمع الزوائد کا نسخہ مولانا عاشق الٰہی صاحب کو دستیاب ہوا، تو حضرت نے اس کے طبع کا حکم فرمایا، چنانچہ طبع ہوکر علماء کے ہاتھوں میں پہنچ گئی۔

حافظ حدیث بحر العلوم مولانا سید انور شاہ کشمیری (ف ۱۳۵۲ھ)

آپ حضرت شیخ الہند کے جانشین اور مسند حدیث دارالعلوم دیوبند کی زینت تھے، اخیر عمر میں چند سال جامعۂ ڈابھیل ضلع سورت کے بھی شیخ الحدیث رہے آپ کی قوّتِ حافظہ کو دیکھ کر اسلافِ محدثین کی یاد تازہ ہو جاتی تھی، درس کے وقت روایات و تحقیقات کا سمندر جوش مارتا ہوا نظر آتا تھا۔ ایک دفعہ اس ناکارہ نے مولانا کی بیاض پر ایک نظر ڈالی۔ جس میں بطور یادداشت کے مولانا کچھ نوٹ کر لیا کرتے تھے، میں حیرت زدہ ہوکر رہ گیا۔ کہ ایک ایک مسئلہ کے لئے مختلف کتابوں کے متعدد صفحات کا حوالہ درج تھا۔ جو مولانا کے کثرت مطالعہ اور وسعتِ نظر کی روشن دلیل تھی۔ کمال یہ کہ وہ یادداشتیں صرف کتاب ہی میں نہ تھیں، بلکہ دماغ میں بھی محفوظ تھیں، اور درس کے وقت اُن کے حوالہ سے عجیب و غریب تحقیقات بیان ہوتی تھیں، آپ کی امالی میں سے فیض الباری چار ضخیم جلدوں میں مصر میں طبع ہوئی ہے، یہ بخاری شریف کے درس کی تقریر ہے جو آپ کے بعض تلامذہ نے ضبط کی تھی، جامع ترمذی کی تقریر العرف الشذی دو جلدوں میں ہے، ابو داؤد کی تقریر بھی دو جلدوں میں ہے، سنن ابن ماجہ پر بھی آپ کا حاشیہ ہے قراءۃ فاتحہ خلف الامام اور صلوۃ الوتر اور رفع الیدین پر الگ الگ مستقل رسالے تصنیف فرمائے ہیں جن کو دیکھ کر آپ کے تبحر علمی اور حفظ حدیث اور وسعتِ نظر کی داد دینی پڑتی ہے رحمہ اللہ واسعۃ کتب نادرہ علم حدیث و فقہ کے حاصل کرنے کا مولانا کو بڑا اہتمام تھا۔ معانی الآثار طحاوی کے رجال میں کتاب کشف الاستار بڑی محنت سے نقل کرائی جو طبع ہو گئی ہے۔ کتب خانہ دارالعلوم دیوبند میں بہت کتابیں آپ کی محنت و طلب سے داخل ہوئیں،

محدث بنگال مولانا محمد اسحٰق صاحب بردوانی (ف ۱۳۵۷ھ)

آپ مولانا حکیم الامت تھانوی کے اجل تلامذہ سے تھے حضرت حکیم الامۃ کی جگہ مدرسہ جامع العلوم کانپور میں ۲۵ سال تک درس حدیث و فقہ و تفسیر دیا۔ آپ کا حافظہ بڑا عجیب تھا، تلاوت قرآن کی طرح بخاری شریف کے حافظ تھے، ایک نجدی عالم نے مکہ معظمہ میں بعض مسائل میں آپ سے گفتگو کی، اثنائے کلام میں ایک حدیث کی بابت مولانا سے دریافت کیا، کہ یہ حدیث بخاری میں کتنی جگہ آئی ہے مولانا نے برجستہ جواب دیا کہ چھ جگہ آئی ہے نجدی عالم اس جواب سے متحیر ہوکر کہنے لگا، مجھے خبر نہ تھی کہ ہندوستان میں حدیث کے حافظ موجود ہیں، مولانا نے موطا امام مالک کی شرح عربی میں لکھنی شروع کی تھی۔ دو چار صفحہ کی شرح ۱۲۵ صفحات میں لکھی گئی، مگر افسوس ہے پوری نہ ہوئی ورنہ عجائب روزگار سے ہوتی۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ،

(باقی آئندہ)